بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ

تصریحات

آخرش شاہ فیصل شہید کا قاتل اپنے کیفرِ کردار کو پہنچا اور اسلام کے نظامِ عدل نے اسے زیادہ عرصہ اس دنیا میں رہنے کی اجازت نہیں دی۔ اس پر جہاں دنیا بھر کے مسلمانوں نے سکون اور طمانیت کا سانس لیا، وہاں روئے زمین پر بسنے والی دوسری قومیں بھی حیرت و استعجاب کا اظہار کئے بغیر نہ رہ سکیں۔

مغربی پریس نے شاہ فیصل کے قاتل کے بارے میں طرح طرح کی افواہیں پھیلا رکھی تھیں اور قسم قسم کے افسانے تراش رکھے تھے کہ سعودی عرب کے حکمران عام لوگوں پر تو نظامِ اسلامی نافذ کرتے ہوئے کسی قسم کی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے، اب اپنے ہی فردِ خاندان کے خلاف اسے لاگو کرتے ہوئے، جانے کس قسم کے غمصے اور تذبذب میں مبتلا ہوں ——— کبھی یہ لکھا جاتا اور اسے شہرت دی جاتی کہ قاتلِ فیصل کو قتل کرنا شاہ خالد اور ان کی انتظامیہ کے بس کی بات نہیں کیونکہ شہزادے کا والد بھی شاہی خاندان میں انتہائی اثر و رسوخ کا مالک اور بے شمار حامی اور موید رکھنے والا شخص ہے۔ لیکن "ولکم فی القصاص حیوٰۃ" کے تحت "النفس بالنفس" کی ایک ہی ضرب نے ان تمام افسانوں اور افواہوں کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر پھینک دیا۔ . .

اور یہ کیسے نہ ہوتا جب کہ سعودی حکمران اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ ان کے ملک میں دولت کی اس فراوانی کے باوصف اور افراطِ زر کی اس انتہا کے باوجود، جو اہل دنیا کی آنکھوں کو خیرہ کئے ہوئے ہے، اگر کسی چیز نے مال و زر کے مفاسد کو پیدا نہیں ہونے دیا اور سعودی عرب کو دنیا بھر میں ایک مثالی، آسودہ اور مطمئن سلطنت

کا درجہ دیا ہے تو صرف دستورِ خداوندی اور نظامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ، وگرنہ یہ قطعی اور یقینی بات تھی کہ جزیرۂ عرب بھی، آج اسی طرح جرائم کا گہوارہ بنا ہوا ہوتا جس طرح کہ دنیا کی دیگر امیر اور تونگر ریاستیں بنی ہوئی ہیں ۔ جبکہ سعودی عرب میں امن و امان قائم کرنے والی ایجنسیاں بھی اتنی مؤثر اور مضبوط نہیں ، جتنی کہ دیگر نام نہاد ترقی یافتہ ملکوں میں ہیں ۔ لیکن یہ صرف دستورِ سماوی کی برکات ہیں ، کہ آج سعودی عرب کے طول و عرض میں ہر طرف امن و چین نے ڈیرے ڈال رکھے ہیں اور کوئی شخص تن تنہا اس کے راہوں ، شاہراہوں ، بازاروں ، گلیوں ، کوچوں اور حتیٰ کہ صحراؤں میں سے گذرتے ہوئے بھی، کسی قسم کا خوف و خطر محسوس نہیں کرتا ۔ اور اس بات کا اپنوں ہی نے نہیں بلکہ بیگانوں نے بھی اعتراف کیا ہے ۔ اور صرف اسی پر اکتفا نہیں ، بلکہ یورپ کے اخلاق باختہ معاشرے کے بگاڑ اور وہاں کے بڑھتے ہوئے جرائم کی رفتار کو روکنے کے لئے خود یورپ کے قانون دانوں نے اُس نظام کو اپنانے کی سفارش کی ہے جو سرورِ کونین ، رسولِ ثقلین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنی نوعِ انسان کو عطا فرمایا تھا ۔

۷۲ء میں جب میں سعودی حکومت کی دعوت پر نجد و حجاز کے دورے پر گیا تھا تو انہی دنوں وہاں فرانس کے چیف جسٹس کی قیادت میں یورپین قانون دانوں کا ایک وفد صرف یہ جاننے کے لئے آیا ہوا تھا کہ سعودی عرب میں ناقابلِ یقین حد تک جرائم کی تعداد کم کیوں ہے ؟ اور آخر کار انہوں نے اپنے دورے کے اختتام پر رپورٹ مرتب کرتے ہوئے یہی لکھا تھا کہ ماسوا اس کے اور کوئی چیز ہماری سمجھ میں نہیں آئی کہ یہاں ایک ایسا قانون رائج ہے کہ جس کے ہوتے ہوئے نہ صرف جرائم پنپ نہیں سکتے بلکہ ان کا وجود ہی باقی نہیں رہتا ۔

خدا کرے کہ ہمارے ملک کے حکمران بھی اس حقیقت کو سمجھ لیں اور پاکستان کے عوام بھی امن و سکون کے وہ سنہری دن اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں جو اسلام اپنے پیروکاروں کو چودہ سو سال قبل عطا کر کے گیا تھا اور آج بھی ، اسے اپنانے والے ، اس انحطاط ، اخلاق باختگی اور جرائم افزونی کے دور میں دیکھ رہے ہیں ، آمین !